ادبیات

جناب الحاج احمد سعید خان ایڈوکیٹ

بدرِ منیر کا دفاع ذرّۂ حقیر سے

ہزاروں میں انتخاب، لاکھوں میں لاجواب

محترم جناب الحاج احمد سعید خان صاحب ایڈوکیٹ نے مؤتمر المصنفین کی مطبوعہ کتاب "دفاع امام ابوحنیفہؒ" کے مطالعہ کے بعد تاثرات پر مبنی ایک وقیع مکتوب ارسال فرمایا ہے۔ عروج و زوال اور ذلت و کمال کے اسباب، علت و معلول کے ارتباط، اہم تاریخی اشارات، امام اعظمؒ کے مرتبہ و مقام، عظمت و منزلت پر ایک دلچسپ ادبی شہ پارہ ہونے کے پیشِ نظر نذرِ قارئین ہے۔ اُمید ہے کہ اربابِ ذوق اس سے حظِ وافر حاصل کریں گے۔ (ادارہ)

گرامی منزلت! سلام مسنون!

ایک مرتبہ پھر آپ سے مکاتبت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، آپ کا خط بمعہ رشتہ آپؒ کی تالیف کردہ کتاب (دفاع امام ابوحنیفہؒ مؤلفہ مولانا عبدالقیوم حقانی) موصول ہوا جس میں خلوص و محبت کا اظہار فرمایا تھا، میں اس تلطف و ملاطفت اور عزت افزائی کا ممنون ہوں۔ اللہ کرے کہ ادارہ مؤتمر المصنفین کی تحقیقی و اکتشافی سرگرمیاں روز افزوں ہوں۔

مجھے بطور مقدمہ اس بات کی اجازت دیجئے کہ یہ کتاب اصلاً ایک فقہی موضوع ہے۔ بھلا میرے ایسے قاری کو جسے اس کے بنیادی علم کا ادراک نہ ہو اور فقہی اصطلاحات اور اُن کے ناپ تول سے نابلد ہو وہ اس کتاب کو کیا سمجھے گا۔ تاہم جب قاری ان ابواب یعنی فقہی مباحث سے آگے بڑھتا ہے اور امام اعظمؒ کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں کو پڑھتا ہے تو باقی کتاب سمجھ میں آنے والی بات ہے، تب تو قاری ایسا محو ہو جاتا ہے اور تحریص علم کا رشتہ بڑھتا ہے اور اس طرح بڑھتا ہے کہ ہر صفحہ صفحۂ دل پر نقش ثبت کرتا ہے، آپکے طبع و مذاق، مزاج و نظر میں

تبدیلی واقع ہوتی ہے کبھی سبحان اللہ، کبھی مرحبا، کبھی واہ واہ، کبھی دیدۂ مطروح، سینہ مجروح، عقل دنگ، سینہ پر سنگ، سر بزانوئے فکر، نہایت حیرت خیز، عبرت انگیز اور کبھی وامصیبتنا واحسرتنا وااحزنا۔ کتاب جب ختم ہوتی ہے تو قاری چشم پُرنم، شوریدہ جان لیے ہوتا ہے۔ کتاب ولولہ سے شروع ہوتی ہے اور حسرت پر ختم ہوتی ہے۔

کتاب کا سرورق خانقاہی ہے بیناتی نہیں ہے۔ موضوع پر گرفت خوب ہے، جوش و خروش اور عزم و یقین سے باتیں کی ہیں۔ الفاظ ثقیل اور ترتیب جمیل ہے، ان میں اتحاد و ارتباط، توازن و تناسب برقرار ہے۔ تحریر مرقع اور مُسجّع ہے اور یہ کتاب پڑھنے کا فطری مطالبہ رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم کو طاقت اور زبان کو طلاقت بخشے۔

ایک بات لکھتے ہوئے دشواری محسوس ہوتی ہے کہ میں کتاب کے نام سے متفق نہیں ہوں اور یہ عنوان "دفاع امام ابوحنیفہؒ" قابلِ اطمینان نہیں ہے۔ آپ نے امامؒ کا دفاع کیا مگر کس سے؟ یہ کہ بدرِ منیر کا دفاع کیا ذرّۂ حقیر سے؟ مہر وزنیر و زرو شن کا دفاع کیا ٹمٹماتے ہوئے چراغ سے؟ شیر کا دفاع کیا شغال سے؟ شہباز کا دفاع کیا ممولہ سے؟ اور کُل کا دفاع کیا جزو سے؟ تو اگر بہ امعانِ نظر دیکھا جائے تو فرمائیے یہ بصیرت پر مبنی ہے یا طُرفہ تماشہ پر؟

یہ معلوم بات ہے کہ روزِ ازل سے حق و باطل کی کشمکش چلی آ رہی ہے حتیٰ کہ یوم الفیصل کو اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ حقیقتِ نفس الامری یہ ہے کہ اس میں کئی عوامل کارفرما ہیں۔ مثلاً جہالت کی طغیانی، قومی تعصّب، شخصی حسد و رقابت، ہمعصرانہ چپقلش، دنیاوی مفادات کا نقصان و خُسران، اقتدارِ اعلیٰ سے محرومی یا اقتدار کی خوشامد و تملق وغیرہ وغیرہ ــــ فی الحقیقت فکرِ عقبیٰ سے بے نیازی انسان کے اندر ایک غیر ذمہ دارانہ رویّہ پیدا کرتا ہے اور کمینہ خصلت لوگوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ جب وہ دوسرے کی خوبیاں اور اپنی کمزوریاں صریح طور پر دیکھتے ہیں اور یہ بھی جان لیتے ہیں کہ اس کی خوبیاں اُسے بڑھا رہی ہیں اور ان کی کمزوریاں ان کو گرا رہی ہیں تو انہیں یہ فکر لاحق نہیں ہوتی کہ اپنی کمزوریاں دور کریں اور اس کی خوبیاں اخذ کریں بلکہ وہ اس فکر میں لگ جاتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو سکے اس کے اندر بھی اپنے جیسی خرابیاں پیدا کریں اور یہ نہ ہو سکے تو کم از کم اس کے اوپر خوب گندگی اچھالیں تاکہ دنیا کو اس کی خوبیاں بے داغ نظر نہ آئیں۔ ایسے نیت کی خرابی اور ارادوں کی ناپاکی مقاصد کی نجاست کے حامل لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسے اٹھانا چاہتا ہے ساری دنیا مل کر بھی اس کو نہیں گرا سکتی، بلکہ دنیا جس تدبیر کو اس کے گرانے کا نہایت کارگر اور یقینی گُر اور مؤثر ذریعہ سمجھتی ہے اور سمجھ کر اختیار کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسی تدبیر سے اس کے اُٹھانے کی صورتیں پیدا کر دیتا ہے اور ان لوگوں کے حصہ میں سوائے رسوائی کے کچھ نہیں آتا جنہوں نے اسے گرانا چاہا تھا۔ ایسے بدکردار و بدصفات لوگ منافق اور دل کے روگی ہوتے ہیں اور ان کا غرورِ نفس، دل کی جلن اور کڑھن انہیں اندھی بہری مخالفت، بدی و زشتی پر آمادہ کرتی

ہے، پھر وہ ہر قسم کی رکیک چال چلنے، جان بوجھ کر حقائق نگلنے، نہایت بیباکی سے جھوٹ اور مکر و فریب کے ہتھیاروں سے شکست دینے سے باز نہیں آتے اور اس سے ان کے نفس کی پیاس بجھتی ہے۔ دراصل ان کے عقب میں ایک کمزور دل اور بیمار باطن چھپا ہوتا ہے اور وہ جواب دلیل و نظیر سے نہیں دشنام و تحقیر سے دیتے ہیں اور اپنے سفلہ جذبات کی تسکین کرتے ہیں، مگر حقائق نہیں بدلا کرتے ـــــ آدمی جب اپنی عقل کو اپنی نفس پرستی کے تابع کر دیتا ہے تو پھر نفس کی گمراہیاں جنگل کی آگ بھی پیچھے چھوڑ جاتی ہیں۔ کتنا بڑا مظلمہ اپنی گردن پر لیتے ہیں۔ اس دل گُردے کے لوگ آخر کہاں آسانی سے ملا کرتے ہیں؛ جو سیاسی اور معاشی چوٹ بھی سہیں، فتوؤں کی بھرماریں برداشت کریں اور جھوٹے الزامات کی چوطرفہ بارش کا مقابلہ بھی سکون و صبر سے کریں۔ ع

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

امام اعظمؒ کی اعلیٰ صفات، کریمانہ خصائل یعنی ارادے کی طاقت، فیصلہ کی قوت، ہمت و شجاعت، مستعدی و جفاکشی، حوصلہ و حمیت، حزم و احتیاط، معاملہ فہمی و حُسنِ تدبّر، تحمّل و برداشت، اپنے مقصد سے عشق اور اس کے لیے ہر چیز قربان کر دینے کا بل بوتا، صبر و ثبات، خود داری و فیاضی، ہمدردی و انصاف، امانت و راستبازی، اعتدال و شائستگی اور سب سے بڑھ کر مقامِ عزیمت ـــــ نے قوائے عقلیہ کھوئے ہوئے لوگوں، تنگ نظر حاسدوں، کوتاہ اندیشوں، بے فکر جاہلوں اور بے بصر رقیبوں کو ہمیشہ آگ کے انگاروں پہ لوٹایا ہے ؎

احساس و آگہی کی سزا پا رہا ہوں میں
اس کی نظر میں جرم یہی مجھ غریب کا

حوادث کی پیہم یلغار، مخالف قوتوں سے پیکار نے امام اعظمؒ کو کندن بنا دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اللہ پاک نے ان کی مساعی کو شرفِ قبولیت بخشا۔ بات یہ ہے کہ جس کام میں خالص للّٰہیت اور عوام الناس کی نفع رسانی مدِّنظر ہو تو وہ ضرور مقبولِ خالق و مخلوق ہوگا۔ امام اعظمؒ کا ہر قدم بلندی کی طرف، نگاہ آسمان کی طرف اور سمندِ اقبال نے ان قدموں کو چُوما اور اسی طرح اُن کو بیمثال اور لازوال شہرت اور منزلتِ عزیمت و امامت حاصل ہوگئی۔ آفرین اُن کی ہمت پر، ان کے استقلال پر سینکڑوں سلام!

وحید العصر امام صاحبؒ تو لاکھوں میں لاجواب، ہزاروں میں انتخاب بلکہ یکتائے روزگار تھے، مگر ؎

معترض ہوتے ہیں وہ وہ لوگ میری نیت پر
جن سے خود اپنا ہی کردار سنور بھی نہ سکا

مگر آپ کے ادارہ نے بھی "دفاع امام ابوحنیفہؒ"، لکھ کر اور چھاپ کر ہر لحاظ سے قابلِ ستائش اقدام کیا ہے، وقت کی ضرورت اور امتِ مسلمہ کی طرف سے فرضِ کفایہ ادا کرنے پر دلی مبارکباد۔ والسلام!

آپ کا بھائی: احمد سعید خان ایڈووکیٹ